بحث ونظر

مولانا مفتی مختار اللہ حقانی *

قسط (۳)

عصر حاضر میں ثمن عرفی کیلئے معیار نصاب سونا ہے یا چاندی؟

☆ علامہ ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ: قوله و كل دينار عشرة دراهم في الشرع اى مقوما في الشرع بعشرة كذا كان في الابتداء فاذا ملك اربعة دنانير فقد ملك ما قيمته اربعون درهما؛ (فتح القدير ج ۲ ص ۱٦٣)

ترجمہ۔ شرعاً ایک دینار دس دراہم کے برابر ہے یعنی ایک دینار کی قیمت دس درہم ہے ابتداء میں جب کوئی چار دینار کا مالک ہوجاتا تو گویا اس کے پاس چالیس دراہم ہوتے۔

☆ علامہ اکمل الدین البابرتیؒ فرماتے ہیں: ان اربع مثاقيل ههنا قامت مقام اربعين درهما؛ (العناية على هامش فتح القدير ج ۲ ص ۱٦٣)

ترجمہ۔ یہاں چار مثقال چالیس دراہم کے قائم مقام ہیں یعنی برابر ہیں۔

علامہ وھبہ الزحیلی فرماتے ہیں کہ !و الشرع حد مبلغين متعادلين اما عشرون دينار او ما تا درهم و كانا شيئاً و احداً و لهما سعر و احد؛ (الفقه الاسلامي و ادلته ج ۲ ص ٧٦٠)

ترجمہ۔ شرعاً نصاب کیلئے یا تو بیس دینار ہیں یا دوسو دراہم یہ دونوں ایک شئے ہیں اور دونوں کی ایک قیمت ہے

معلوم ہوا کہ دور نبوی ﷺ میں دراہم اور دینار کا حساب قیمت کے اعتبار سے مساوی تھا اس لئے فقہاء کرام نے اموال تجارت میں صاحب مال کو اختیار دیا کہ وہ اموال تجارت میں زکوۃ کی ادائیگی کے لئے سونا' چاندی میں سے جس کے ساتھ چاہے قیمت لگائے جب اس کی قیمت دونوں نصابات میں سے کسی ایک مطابق ہو جائے تو ان اموال میں زکاۃ واجب ہے مگر موجودہ دور میں چاندی اور سونے کی قیمت کے درمیان کئی گنا فرق ہے یعنی چاندی کے نصاب (ساڑھے باون تولہ چاندی) کی قیمت ۹۷ روپے فی تولہ کے اعتبار سے ۵۰۹۲ روپے بنتے ہے۔ اور سونے کے نصاب (ساڑھے سات تولہ) کی قیمت ۶۵۰۰ روپے فی تولہ کے حساب سے ۴۸۷۵۰ روپے بنتے ہیں جو دونوں میں زمین و آسمان کا فرق رونما کرتا ہے اس لئے مناسب یہ ہے کہ موجودہ دور کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اموال تجارت کے اس نصاب قیمت کا اعتبار کیا جائے گا جس میں کسی مال کے مالکان کو ضرر یا مشکل کا سامنا نہ ہو لیکن یہاں

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ فقہاء کا یہ اختیار اس لیے تھا کہ عہد نبوی ﷺ میں دونوں کی قیمت مساوی تھی مگر ممکن ہے کہ دور ائمہ مجتہدین میں انکی قیمت میں تفاوت پیدا ہو چکا ہو جس طرح کہ عادت بن چکی ہے۔ اور متاخرین فقہاء نے چاندی کے نصاب کو معیار بنا کر اموال تجارت میں زکوٰۃ کے وجوب کا فتویٰ دیا؟ ہاں حقیقت بھی یہی ہے کہ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ چاندی کی قیمت کم ہوتی جارہی تھی۔ حتیٰ کہ شیخ ابوزھرہؒ نے لکھا ہے کہ عھد بنو امیۃ میں درھم کی قیمت گھٹنی شروع ہوگئی اور ایک دینار بارہ درھم کے برابر ہوگیا، اور دور عباسی میں ایک دینار پندرہ درھم کے نسبت مساوی تھا (الخروج الدولۃ الاسلامیۃ ص ۳۴۷) اور عھد فاطمی میں درھم کی قیمت اس قدر گھٹ گئی کہ ایک دینار کے بدلے ۳۴ درھم مل جاتے تھے۔ (الخطط التوفیقیۃ ج ۲ ص ۴۳ بحوالہ جدید فقھی مباحث ج ۷ ص ۲۴۳) چونکہ یہ تفاوت اتنی زیادہ نہ تھی جو مال کے مالکان کے لئے باعث ضرر بنے' اس لئے انہوں نے فقراء کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے انفع للفقراء کی بناء پر چاندی کو دیگر اموال کا معیار بنایا' مگر موجودہ دور میں اتنی تفاوت پیدا ہو چکی ہے جو انفع للفقراء ہے بلکہ دونوں کے لئے باعث ضرر ہے۔

<u>مروجہ کرنسی کے لئے سونا ہی معیار نصاب مناسب ہے:</u>

بخلاف سونا کہ اس دور اول سے لے کر آج تک اپنے مقام پر برقرار رہا ہے اس کی قیمت میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں آیا تو اصولی طور پر کسی چیز کے لئے اصل یعنی بنیاد بھی وہی نقدی ہونی چاہئے جو اپنی جگہ برقرار رہی ہو، اس لئے اموال تجارت میں وجوب زکوٰۃ کیلئے سونے کے نصاب کو معیار قرار دیا جائے اور مناسب بھی یہی ہے اسلئے کہ سونا دور اول سے آج تک اپنے مقام پر برقرار ہے اور اگر بالفرض ہم سونے کی قیمت کو الآن کما کان کی حیثیت سے نہ دیکھیں تو آج کل عالمی منڈی کے لحاظ سے بھی ہمیں سونے کے نصاب سے قیمت لگانی پڑے گی اسلئے کہ بین الاقوامی سطح پر سونا ہی ایک ایسی دھات ہے جو اشیاء کے تعین کے کام آتی ہے اور اسی سے مبادلہ ہوتا ہے چاندی کی طرف کوئی دیکھتا ہی نہیں اور نہ اسمیں آج کل صلاحیت ہے اسلئے کرنسی اور دوسرے اموال تجارت کے نصاب کے لئے معیار سونا ہی گردانا گیا ہے۔ سونے کے اس معیار نصاب میں فقراء کی رعایت کے ساتھ ساتھ مال کے مالکان کو ضرر سے بچانا بھی ہے۔

<u>''سونے کو معیار نصاب بنانے پر دلائل''</u>

گزشتہ بحث سے معلوم ہوا کہ سونا اور چاندی دونوں دیگر اموال کے معیار نصاب ہیں ان اموال کی جانچ پڑتال ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ کی جائے گی اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اب تک جن فقہاء کرام نے چاندی کو دیگر اموال کے لئے معیار قرار دیا ہے وہ اپنے اجتہاد سے کیا ہے اس کے بارے میں کوئی نص نہیں ہے۔ اس دور کے لحاظ سے انفع للفقراء ہونے کی بناء پر متقدمین فقہانے چاندی کو معیار نصاب قرار دیا۔ مگر اس دور میں حکمت وفلسفہ زکوٰۃ

کے تحت انفع للفقراء کے اصول سے چاندی کو معیار بنانے میں مشکلات اور مصائب کا سامنا ہے اس لئے بعض محققین حضرات نے سونے کو معیار بنانے کو ترجیح دی اور اس کیلئے انہوں نے دلائل کا سہارا لیا ہے۔ جو درج ذیل ہے۔

(۱) پہلی دلیل:

علامہ یوسف قرضاوی نے ان الفاظ سے دلیل پیش کی ہے، ان الفضة تغيرت قيمتها بعد عصر النبی ﷺ و من بعده و ذالک لاختلاف قيمتها باختلاف العصور كسائر الاشياء و اما الذهب فاستمرت قيمته ثابتة الىٰ حد بعيد و لم تختلف قيمة النقود الذهبية باختلاف الازمنة لانها وحدة التقدير فى كل العصور و هٰذا ما احتاره الاساتذة ابو زهرة و خلاف و حسن فى بحثهم عن الزكوٰة ،ويبدو لى ان هٰذا القول سليم الوجهة قوى الحجة ؛(فقه الزكوٰة ج ۱ ص ۲٦٤)

ترجمہ۔ بے شک چاندی کی قیمت دور نبوی ﷺ کے بعد زمانے کے اختلاف سے دیگر اشیاء کی طرح مختلف ہوتا رہا ہے اور سونے کی قیمت ہر وقت برقرار رہی ہے اس کی قیمت پر زمانے کے اختلاف سے کوئی اثر مرتب نہیں ہوا ہے اور ہر زمانے میں اس کی قیمت ایک ہی رہی ،اسی کو استاذ ابو زہرہ' خلاف اور حسن نے زکوٰۃ کی بحث میں اختیار کیا ہے اور میرے لئے بھی یہ واضح ہوا کہ یہ قول صحیح اور قوی الحجہ ہے ۔

ماقبل میں بدائع' فتح القدیر' فتاویٰ ابن تیمیہ' اور دیگر معتمد کتابوں کے حوالوں سے بیان ہوا کہ دور نبوی ﷺ میں سونے اور چاندی کے نصاب میں' ۱ نسبت ۱۰ کا تناسب تھا یعنی ایک دینار دس دراہم کے برابر تھا مگر آج کل تو ایک نسبت ۱۰۰ تناسب رہا ہے جو بے حد زیادہ تفاوت ہے۔اس لئے علامہ قرضاوی کی دلیل زیادہ قوی ہے۔

دلیل کو رد کرنے کی سعی:

بعض علما کرام نے اس دلیل کو رد کرنے کے لئے عجیب و غریب دعوے کئے ہیں جس پر اگر بازار کے حساب سے غور کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ ان حضرات کو بازار کے نرخوں کا بالکل علم نہیں ہے ~~لکھتے ہیں~~ پہلی وجہ یہ ہے کہ پوری تاریخ میں چاندی کی قیمت گھٹنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے بلکہ درھم کی قیمت ~~گھٹنے~~ کا ذکر ہے کسی بھی تاریخی جزیئے میں یہ نہیں ملتا کہ چاندی کی قیمت گھٹ گئی تھی بلکہ درھم کی قیمت گھٹنے کا ذکر ملتا ہے اور تاریخی تصریحات سے یہ ثابت ہے کہ درھم کی قیمت گھٹنے کا سبب اس میں دوسری دھاتوں کی ملاوٹ سے تھا جوں جوں درھم میں دوسری دھاتوں کی ملاوٹ بڑھتی گئی درھم کی قیمت گھٹتی گئی۔ (جدید فقہی مباحث ص ۸۷۵)

الجواب: مگر درھم کے اتار چڑھاؤ کی یہ بات اس زمانے تک قدرے تسلیم ہے جب تک دنیا میں دراھم اور دنانیر کا رواج تھا شاید ہی ایسا ہوتا رہا ہو لیکن جب سے کاغذی کرنسی کا دور آیا ہے تو اس دور میں یہ قضیہ قابل تسلیم نہیں رہا اس

لئے کہ اس دور میں چاندی کے دراہم اور سونے کے دنانیر کا کوئی وجود ہی نہیں رہا اور نہ اس دور میں کرنسی کے اندر اتار چڑھاؤ سونے، چاندی میں دوسرے دھاتوں کی ملاوٹ سے آتی ہے اس تغیر وتبدل کے اسباب اور ہیں آج کل تو صرف خالص سونا اور خالص چاندی ہی رہ گئے ہیں۔ لیکن پھر بھی جب بازار میں سونے، چاندی کی قیمت معلوم کی جائے تو آج ایک بھاؤ، اور کل دوسرا آج ۱۵۰ روپے تولہ چاندی اور دو دن بعد ۱۰۰، ۹۰ روپے تولہ ملے گا۔

تو معلوم ہوا کہ چاندی کی قیمت میں کمی، بیشی خود چاندی کی وجہ سے ہے دوسرے دھاتوں کی ملاوٹ سے نہیں۔

دوسرا دعوی ان حضرات نے دوسرا دعوی یہ کیا ہے کہ کسی دور میں اگر سونے کی قیمتوں میں بھی معاشی بحران کی بنا پر تبدیلیاں ہونے لگیں تو اس دن ہمارے جدت پسند محققین کدھر جائیں گے، جب قیمتوں کی تبدیلی کے اپنے مطلوبہ معیار سے سونا کو بھی کمتر خیال کریں گے تو پھر یہ سونا چھوڑ کر کسی اور نصاب زکوٰۃ کو اصل ماننے پر مجبور ہوں گے (جدید فقہی مباحث ص ۸۷۵)

الجواب: اس دعویٰ کا جواب یہ ہے کہ اسلام نے جن اشیاء کا نصاب مقرر نہیں کیا اور ان کو نصاب میں دوسروں کے تابع بنا دیا تو ان اشیاء کے لئے متبوع کے طور پر صرف سونے اور چاندی کا تعین کیا ہے اس لئے ان کا نصاب بالقیمۃ ہے اور سونا، اور چاندی خلقتاً ثمن ہے تو ان اشیاء میں بھی سونے یا چاندی کی قیمت نصاب کا اعتبار ہوگا اور اس اعتبار سے نصاب کا تعین کیا جائے گا، بخلاف دوسرے انصبہ کے وہ خلقتاً ثمن نہیں ہیں، اور نہ اسلام نے ان کو دیگر اشیاء کے لئے معیار بنایا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ سونے اور چاندی میں سے اسلام نے کسی ایک کو بلا کسی مزاحم کے معیار متعین نہیں کیا ہے بلکہ دونوں کے بارے میں اصل معیار ہونے کی تصریح موجود ہے۔ معیار بننے کے لئے کوئی ایک دوسرے کا تابع نہیں ہے اور یہ دونوں میں سے ہر ایک دوسری دھاتوں اور اموال کے لئے معیار نصاب بننے کی صلاحیت موجود ہے، دونوں میں سے جو بھی انفع للفقراء ہو اور اس کے ساتھ معطیین کے لئے ضرر رساں بھی نہ ہو تو وہ نصاب دوسروں کے لئے معیار ہے، قدیم زمانے میں انفع للفقراء ہونے کی وجہ سے چاندی معیار نصاب ہونے کا لائق تھا اس لئے فقہاء نے اجتہاداً چاندی کو معیار بنا دیا تھا، چونکہ حالات کی تبدیلی کی وجہ سے احکامات میں تبدیلی ناگزیر ہے اس لئے یہاں بھی حالات کی بناء پر تبدیلی کا ذکر کیا گیا ہے کہ سونے کو دیگر اموال کے لئے معیار نصاب بنایا جائے اگر حالات کی تبدیلی سے سونے کی قیمت چاندی سے گھٹ جائے یا اتنی تفاوت نہ رہے کہ انفع للفقراء کیساتھ ساتھ اضر للمعطیین نہ ہو تو وہی چاندی کا نصاب معیار ہوگا اس لئے کہ جو حکم ضرورت کے تحت تبدیل ہو جائے تو وہ ضرورت ہی کے حدت تک محدود ہوتا ہے جب ضرورت زائل ہو جائے تو وہ حکم اپنے مقام کو دوبارہ واپس آ جاتا ہے۔

۲۔ دوسری دلیل: علامہ قرضاوی نے دوسری دلیل یہ بیان کی ہے کہ: فبالمقارنة بين

الانصبة المذكورة في اموال الزكوٰة كخمس من الابل او اربعين من الغنم او خمسة اوسق من الزبيب او التمر نجد ان الذي يقاربها في عصرنا هو نصاب الذهب لا نصاب الفضة ان خمس ابل او اربعين شاة تساوي قيمتها نحو اربعمائة دينار او جنية او اكثر فكيف يعد الشارع من يملك اربعا من الابل او تسعا و ثلاثين من الغنم فقيرا ثم يوجب الزكوٰة على من يملك نقداً لا يشتري به شاة واحدة؟ و كيف يعتبر من يملك هذا القدر الضئيل ...من المال غنيا'؟ (فقه الزكوٰة ج۱، ص۲٦٤)

ترجمہ: اموال زکوٰۃ کے دیگر نصابوں مثلاً پانچ اونٹ، چالیس بکریوں یا پانچ وسق کشمش یا کھجور کا موازنہ کیا جائے تو دور حاضر میں سونے کی قیمت کے نصاب کے برابر ہونگے چاندی کے نہیں، اس لئے کہ پانچ اونٹ یا چالیس بکریوں کی قیمت چار سو دینار یا جنیہ (مصری کرنسی) یا اس سے اکثر کے برابر ہوگی نہ کہ چاندی کے نصاب کے برابر۔ تو کیسے شارع علیہ السلام چار اونٹوں اور انتالیس بکریوں والے شخص کو فقیر شمار کرتے ہیں اور پھر جو شخص اتنی نقدی کا مالک ہو جائے جس پر ایک بکری بھی نہیں خریدی جاسکتی زکاۃ واجب ہو جائے، تو پھر کیسے اتنے قلیل مال والا غنی مانا جائے۔ اگر غور کیا جائے اور نظر انصاف سے اس کا موازنہ کیا جائے تو دور حاضر میں اس تفاوت کو مدنظر رکھ کر یہ کہنا پڑے گا کہ موجودہ کرنسی یا دیگر اموال تجارت کیلئے سونے کو معیار نصاب بنایا جائے تا کہ دوسرے انعبہ سے تقارب رہے۔

<u>دلیل کی تردید:</u> اگرچہ بعض حضرات نے علامہ صاحب کی اس دلیل کی تردید میں لکھا ہے علامہ یوسف قرضاوی کی اس دلیل سے ہمیں اتفاق نہیں، ممکن ہے کہ انکے ملک میں چاندی بہت سستی ہو اور بکریاں بہت مہنگی ہوں لیکن ہمارے ملک میں ساڑھے باون تولہ چاندی تقریباً پانچ ہزار روپے کے برابر ہوتے ہیں اور اتنے روپے میں دس بکریاں باسانی خریدی جاسکتی ہے لہذا چاندی کو نصاب زکوٰۃ کے مسئلہ میں اصل حیثیت آج بھی حاصل ہوگی (جدید فقہی مباحث ۶/ ۴۳۷، ۴۳۸)

الجواب: مولانا صاحب کی بات یہاں تک تو درست ہے کہ ساڑھے باون تولہ چاندی تقریباً پانچ ہزار روپے کے برابر ہے، مگر اتنی رقم پر دس بکریاں خریدنا موجودہ دور کے اندر کچھ بعید از عقل معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ آج کل اعلیٰ قسم کی ایک بکری کی قیمت پانچ چھ ہزار روپے سے کم نہیں اور درمیانی قسم کی بکری ڈھائی ہزار سے لے کر تین ہزار تک ہے جبکہ بالکل ادنی اور بے کار قسم کی بکری کی قیمت پندرہ سو سے لے کر دو ہزار تک ہے لہذا اگر ہم اس نصاب سے ادنی قسم کی بکریاں خریدنا چاہیے تو بمشکل تین بکریاں خریدی جاسکتی ہے اور درمیانی قسم کی صرف دو عدد بکریاں بمشکل ملے گی' جبکہ اعلیٰ ذات کی صرف ایک بکری خریدی جاسکتی ہے۔ اور یہ کوئی اٹکل کی بات بھی نہیں بلکہ عینی مشاہدہ ہے۔

۵/۳/۲۰۰۱ بروز پیر موضع شیدو ضلع نوشہرہ کے میلہ مویشاں میں عید قربان کے لئے میرے سامنے ایک بکرا فروخت ہوا جس سے دبلا پتلا اور کمزور بکرا منڈی میں دوسرا نہیں تھا' بکرے کا مالک ۲۵۰۰ روپے مانگ رہا تھا آخر ۱۸۰۰ روپے پر سودا ہوا تو دس بکریوں کا ملنا آج کل کے دور میں از حد مبالغہ ہے۔ علامہ قرضاوی کی دلیل موقع اور حالات کے عین مطابق ہے اس لئے کہ چاندی کے نصاب سے گائے کا دو سالہ بچھڑا ابھی خریدا نہیں جا سکتا آج کل دو سالہ بچھڑا ابھی چھ' سات ہزار اور آٹھ ہزار روپیہ سے کم نہیں ملتا ہے اور ایک اونٹ دس' پندرہ ہزار روپے کا ملتا ہے جو چاندی کا نصاب کا دوگنا تین گنا ہے۔

(۳) تیسری دلیل: علامہ قرضاوی تیسری دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ: لقد قال العلامة شاه ولی الله الدهلوی فی کتابه القیم حجة الله البالغة ج ۲ ص۵۰٦ انما قدر النصاب بخمس اوراق (من الفضة) لانها مقدار یکفی اقل اهل بیت سنة کاملة اذا کانت الاسعار موافقة فی اکثر الاقطار و استقری عادات البلاد المعتدلة فی الرخص و الغلاء تجد ذالک فهل نجد الان فی ای بلد من بلاد الاسلام ان خمسین او نحوها من الریالات المصریة او السعودیة او القطریة او الروبیات الباکستانیة او الهندیة و نحوها تکفی لمعیشة اسرة سنة کاملة او شهرا واحدا او حتی اسبوعاً واحداً ؟ انها فی بعض البلاد التی ارتفع فیها مستوی المعیشة کبلاد النفط (البترو ال) لا تکفی بعض الاسر المتوسطة لنفقات یوم واحد فکیف یعد من ملکها غنیاً فی نظر الشرع الحکیم ؟هذا بعید غایة البعد، (فقه الزکاة ج۲ ص۲٦٥)

ترجمہ۔ شاہ ولی اللہ الدھلویؒ نے حجۃ اللہ البالغۃ میں لکھا ہے کہ چاندی کے پانچ اوقیہ کو اس لئے مقدار نصاب مقرر کیا گیا تھا کہ اتنی مقدار چاندی ایک گھر والوں کے سال بھر کے خرچ کی کفایت کرتی ہے۔ کیا آج کل ہم کس اسلامی ممالک کے ملک کے پچاس یا اس کے مثل سعودی عرب یا مصر یا قطر کے ریالات یا پاکستانی روپیہ ایک سال کے نفقہ کی کفایت کر سکتی ہے بلکہ وہ تو ایک ماہ بلکہ ایک ہفتے کا خرچہ بھی پورا نہیں کر سکتا۔ بلکہ بعض ممالک جنمیں پٹرول پیدا ہوتا ہے تو وہاں بھی متوسط گھرانے کے ایک دن کا خرچہ بھی نہیں ہوتا، تو اتنی رقم کے مالک کو شرعاً کیسے غنی کہا جائے؟ یہ بات بعید از عقل ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کا یہ فرمان اگرچہ زکوٰۃ کی حکمت کے بیان کے لئے ہے' فقہی احکام کے استنباط کیلئے نہیں مگر پھر بھی ان حکمتوں کا کچھ نہ کچھ دخل فقہی احکامات میں ضرور ہوتا ہے۔ سال بعد زکوۃ ادا کرنے میں حکمت یہ ہے کہ جتنا مال اس کے پاس ہے اس نے سال بھر اپنی' بیوی' بچوں کا پیٹ پالا ہے اور یہ مال اس سے زائد بچا' اس کو اب

اس کی ضرورت نہیں یہ اسکی ضرورت سے زائد ہے۔ اسلئے اب اس کو فقراء کے احتیاج میں خرچ کرنا چاہیے۔ آج کل کے اس مہنگے ترین دور میں ۶، ۷ ہزار روپے ایک خاندان کے ۱۵ دنوں کا خرچہ بھی نہیں چہ جائیکہ پوری فیملی پورا سال اس سے گزارا کرے لیکن اس سے یہ نہ سمجھا جائے چاندی بذات خود نصاب نہیں رہی اور اسکے نصاب کو بھی تبدیل کر کے سونے کا نصاب قرار دیا جائے اس لئے یہ اشکال بے جا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جسکے پاس چاندی کا نصاب ۵۲ ۱/۲ تولہ چاندی ہو تو اس پر چاندی کی زکوٰۃ واجب ہے اور اگر کرنسی وغیرہ ہو تو پھر چاندی کو قیمت کے اعتبار سے کرنسی کیلئے معیار نہ بنایا جائے کہ اس کرنسی میں زکوۃ واجب ہو بلکہ سونے کی قیمت کے مطابق کرنسی کا نصاب پورا کیا جائے۔

۴۔ چوتھی دلیل: سونے کے نصاب کو کرنسی کے لئے معیار بنانے کے لئے اسلام نے زکوۃ مالدار لوگوں پر فرض کی ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن روانہ کرتے وقت فرمایا تھا کہ ان کے مالدار اور صاحب ثروت لوگوں سے زکوۃ وصول کیا کرو اور ان کے فقراء میں تقسیم کیا کرو بلکہ ایک موقع پر تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ خیر الصدقة ما كان على ظهر غنى (بخاری ۱/۱۹۳ باب لا صدقة الا على ظهر الغنى) کہ بہترین صدقہ وہ ہو جو مالدار کے کندھوں پر ہو۔

موجودہ حالات کے پیش نظر اگر چاندی کو معیار قرار دیا جائے تو زکوۃ بجائے مالدار کے فقراء کے کندھوں پر آ جائے گی اس لئے کہ معاشرہ میں ۵۰۰۰، ۶۰۰۰ روپوں کے مالک کو مالدار نہیں کہا جاتا۔

اسی طرح اسلام چونکہ دین فطرت ہے اور اس میں آسانی رکھی گئی ہے ہر ایک تکلیف سے نکالنے کی تلقین کی گئی ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت معاذؓ کو یمن کا گورنر مقرر کر کے بھیجا تو ان کو یہ ہدایت دی کہ "یسروا ولا تعسروا" (الحدیث) ترجمہ۔ لوگوں کے ان کے معاملات میسارۃ اور آسان بناؤ۔

اس حدیث شریف میں ہر قسم کی نرمی کا حکم دیا گیا ہے کہ حتی الوسع لوگوں کیساتھ نرمی والا معاملہ کرو اور سختی سے اجتناب کرو۔ چاہیے وہ عبادات میں ہو یا معاملات میں یعنی ہر قسم کے معاملات میں لوگوں کیساتھ نرمی کی جائے تاکہ لوگ اسلامی احکامات کی طرف راغب ہوں اور اس پر عمل کرنا شروع کریں۔ موجودہ دور میں ہم جب چاندی کے نصاب پر نظر ڈالتے ہیں تو کرنسی اور دیگر اموال تجارت کیلئے چاندی کو نصاب کیلئے بنیاد بنانے میں ایک قسم کی سختی معلوم ہوتی ہے اسلئے کہ اس مہنگائی کے دور میں ایک متوسط طبقے کے آدمی کا ماہانہ خرچہ چھ ہزار روپے سے زیادہ ہے اور اسکی ماہانہ تنخواہ بھی چھ ہزار روپے کے لگ بھگ ہے تو اگر چاندی کے نصاب کو بنیاد بنایا جائے تو عیدالاضحیٰ کے آتے ہی اس پر قربانی واجب ہو جائیگی۔ جبکہ آج کل گائے یا بھینس میں ایک حصہ کی قیمت بھی تقریباً تین ہزار روپے کے لگ بھگ بنتی ہے اب اگر یہ شخص قربانی کریگا تو ماہانہ خرچے میں کمی آ جائیگی جو ایک گونہ سختی ہے بلکہ وہ ماھانہ خرچہ پورا کرنے کیلئے قرض لینے کا بھی محتاج بن جائیگا۔ بلکہ کبھی کبھار خرچہ پورا کرنے کیلئے حرام خوری، رشوت وغیرہ کا اندیشہ بھی موجود ہے۔ (جاری ہے)

القاسم اکیڈمی کی تازہ ترین علمی اور تاریخی پیش کش

جمالِ یوسفؒ

محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کا تذکرہ وسوانح

تصنیف : مولانا عبدالقیوم حقانی

تحصیل اور تکمیل علم، فقر و درویشی، عبدیت و انابت، عشقِ رسول ﷺ واتباعِ سنت، درس و تدریسِ حدیث، محدثانہ جلالت قدر، عظیم فقہی مقام، فضل و کمال، دینی و علمی کارنامے، سیرت و اخلاق، مجاہدانہ کردار، دعوت و تبلیغ، تصنیف و تالیف، قادیانیت کا فاتحانہ تعاقب، اعلاء کلمۃ الحق کے لئے مساعی و جہاد ...... الغرض دلچسپ، جامع اور بعض رُلا دینے اور عمل صالحہ کی انگیخت کرنے والے حیرت انگیز واقعات۔

صفحات : 350 .... قیمت : 120 روپے

القاسم اکیڈمی' جامعہ ابوہریرہ' برانچ پوسٹ آفس' خالق آباد نوشہرہ، سرحد، پاکستان

علمائے اہل حدیث و دیگر اہل علم سے درخواست

الف......... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے "**احتساب قادیانیت**" کے نام سے گزشتہ صدی کے مرحوم اکابر علمائے اسلام کی رد قادیانیت پر کتب کو شائع کرنا شروع کیا ہے۔ اس وقت تک سات جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ آٹھویں اور نویں جلد میں فاتح قادیان حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے رد قادیانیت پر جملہ رسائل کو یکجا کرنا مقصود ہے۔ نصف سے زائد رسائل پر جدید حوالہ اور تخریج کا کام مکمل ہو کر کمپوزنگ ہو رہی ہے۔

ب......... ہمیں اس وقت پریشانی اور مشکل یہ لاحق ہے کہ مولانا مرحوم کے یہ سات رسائل میسر نہیں آرہے :

(۱)...... ہفوات مرزا (۲)...... صحیفہ محبوبیہ (۳) ..... زار قادیانی (۴)...... قادیانی مباحثہ دکن (۵)...... تفسیر نویسی کا چیلنج اور فرار (۶)...... تحفہ احمدیہ (۷)...... مکالمہ احمدیہ

آپ میں سے جن حضرات کے پاس یہ رسائل موجود ہوں اطلاع دیں ہم آدمی بھیج کر فوٹو کاپی کرالیں گے یا اگر ممکن ہو تو عمدہ فوٹو کرا کر ارسال فرمائیں۔

تمام خرچہ ہمارے ذمہ ہوگا۔ انتہائی ضروری دینی فریضہ سمجھ کر تعانوا علی البر کے تحت تعاون فرمائیں۔ ہم پر بہت احسان ہوگا۔ واجرکم علی اللہ تعالیٰ!

جواب ورابطہ کیلئے : (مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون :514122